Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 4 (April-June 2024)
HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

A Research Review of the Shariah Rulings of Plastic Surgery

پلاسٹک سرجری کے شرعی حکم کا تحقیقی جائزہ

Dr. Muhammad Zia Ullah
Assistant Professor NCBA@E DHA Campus, Lahore

Dr. Syed Hamid Farooq Bukhari
Coordinator, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, hamid.farooq@uog.edu.pk

Hafiz Muhammad Saqib Norani
MPhil Scholar Department of Islamic Study, NCBA@E DHA Campus, Lahore, Saqibnorani@gmail.com

Abstract

Man is the best example of God's creation, his physical and spiritual system and internal and external form is a proof of the creativity of the Creator. Allah himself has praised this beauty of the universe by calling it "Good Almanac" and in order to preserve this beauty, it has not only been allowed but ordered to adorn and decorate it.The importance of cleanliness and adornment in Islam can be estimated from the fact that countless books of Prophetic Hadith and Islamic jurisprudence begin with Kitab al-Taharah and in it the problems and commands of cleanliness, purity and purity and There are arguments and arguments for these problems.

Keywords: Human, Body, Surgery, Shariah Review

اسلام ایک معتدل مذہب ہے ہر معاملے میں صفت اعتدال اس کا طرہ امتیاز ہے۔ زیب وزینت کے معاملے میں بھی اسلام نے اعتدال کا حکم دیا ہے حسن وجمال اختیار کرنے کا حکم ضرور ہے مگر اس کے ساتھ ہی ایسی حدود و قیود بھی ہیں جن کا التزام ضروری ہے اور ان سے روگردانی حرام ہے تاکہ انسان ہمہ وقت یہ بات ذہن نشیں رکھے کہ اس کی تخلیق کا مقصد اطاعت وبندگی ہے اور زیب وزینت اس کی بندگی میں کمال پیدا کرنے کا ذریعہ ہے اور ذریعے کو مقصد حیات بنانا ناجائز و حرام ہے۔ موجودہ دور کی سائنسی اور طبی ترقی کے نتیجے میں ایسے بے شمار مسائل سامنے آئے ہیں جن کا حل بہ ظاہر نصوص میں موجود نہیں ہے اور نہ علمائے متقدمین نے ان سے کوئی تعرض کیا ہے۔ ایسے ہی مسائل میں پلاسٹک سرجری کا مسئلہ بھی ہے کہ جس کے متعلق اولا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا پلاسٹک سرجری جائز ہے یا ناجائز؟ پھر اگر جائز ہے تو اس کی کیا حدود و قیود ہیں؟ ذیل میں ہم اسی اہم موضوع پر روشنی ڈال رہے ہیں۔

پلاسٹک سرجری کیا ہے؟

لفظ ”پلاسٹک سرجری“ سے بظاہر یہ وہم ہوتا ہے کہ اس سرجری میں پلاسٹک سے بنی کسی چیز کا استعمال ہوتا ہے جب کہ یہ لفظ انگلش کے پلاسٹک "Plastic" سے نہیں بلکہ یونانی زبان کے لفظ "Plastikos" سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں، بدلنا اور کسی چیز کو نئی شکل دینا وغیرہ۔ اسی لیے طبی اصطلاح میں پلاسٹک سرجری کے اور بھی نام ملتے ہیں مثلا Cosmetic surgery : (کاسمیٹک سرجری) جس کو عربی میں ”جراحة التجميل “کہا جاتا ہے نیز Recoustructive surgery جس کو عربی میں جراحة التقويم یا جراحة الترميم کھا جاتا ہے۔ عربی میں پلاسٹک سرجری کے لیے جراحة التجميل کا لفظ ہی سب سے زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ فقہ اسلامی کے مآخذ و مصادر کیوں کہ عربی زبان میں ہیں اس لیے ہم مذکورہ عربی اصطلاح کو سامنے رکھ کر اس بحث کا آغاز کریں گے۔

لغوی واصطلاحی تعریف

جراحة کی تعریف ہے:

”الشق في البدن تحدثه آلة حادة “[1]

(کسی دھاردار آلے کے ذریعے بدن میں چیرہ ڈالنا)

تجمیل ”جمال “ سے مشتق ہے جو حسن کا مرادف ہے اور قبح کی ضد ہے، تجمیل کی اصطلاحی تعریف یہ کی گئی ہے کہ کسی چیز میں اس طرح کمی یا زیادتی کرنا کہ اس کا خارجی مظہر بھلا اور اچھا نظر آئے۔[2]

CC BY

اطباء نے پلاسٹک سرجری کی تعریف کچھ اس طرح کی ہے کہ:

"یہ سرجری جسم کے ظاہری عضو کو خوشنما بنانے کے لیے یا اس کو بہتر اور مزید کارآمد بنانے کے لیے کی جاتی ہے جب کہ اس میں کسی طرح کا عیب در آئے خلقیہ ہو یا کسی حادثے کا نتیجہ ہو"[3]

پلاسٹک سرجری کی ایک دوسری تعریف بھی کی گئی ہے جس کے مطابق یہ جراحت کے ایک ایسے فن کا نام ہے جس کا مقصد پیدائشی عیوب کو صحیح کرنا جس کو اصطلاح میں (Congential Malformation) کہا جاتا ہے جیسے اضافی انگلی کو کاٹ دینا یا اضافی دانت نکال دینا وغیرہ اور عیب دار اعضاء کو صحیح شکل دینا ہے۔(جیسے اوپری ہونٹ کے وسط میں اگر شق ہو تو اس کو اصل ہیئت پر لے آنا)۔

امریکن بورڈ آف کاسمیٹک سرجری نے اس کا تفصیلی تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے کہ:

" اس کا بنیادی مقصد انسان کے خارجی مظہر کو اس کی اصل ہیئت پر باقی رکھنا، عضو کے عیب دار ہونے کی صورت میں اس کو اپنی اصلی ہیئت پر لوٹانا یا اس میں عام حالات سے بہتر کارکردگی پیدا کرنا ہے"[4]

خالق کائنات نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور اس کو حسن وجمال کی بے مثال تصویر بنایا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

"لقد خلقنا الإنسان في أحسن تقويم "[5] (یقیناً ہم نے انسان کو نہایت اچھی صورت پر پیدا کیا ہے)۔

"وصوركم فأحسن صوركم "[6] (اور تمہاری صورتیں بنائیں اور صورتیں بھی اچھی بنائیں)۔

زینت و آرائش انسان کی فطرت میں داخل ہے، اسی وجہ سے اسلام نے انسان کی اس فطرتی ضرورت کی وجہ سے اسے اپنی حدود میں رہتے ہوئے زیب وزینت کی نہ صرف اجازت بلکہ اس کی ترغیب بھی دی ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:"یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد "[7] (اے اولاد آدم! ہر نماز کے وقت (لباس وغیرہ سے) اپنے کو آراستہ کر لیا کرو)۔"قل من حرم زينة الله التي أخرج لعباده"[8] (پوچھو کہ وہ خوبصورت چیزیں جو اللہ نے اپنے بندے کے لیے پیدا کیا ہے انہیں کس نے حرام کیا؟)۔

لیکن شرعی حدود سے تجاوز کرنے کی بھی اجازت نہیں دی ہے اور زیبائش و آرائش میں بے جا تکلفات زیب وزینت کے نام پر ایسی غیر معمولی تبدیلی جس سے تغیر خلق اللہ لازم آتی ہو اس پر سختی سے پابندی لگائی ہے۔ بھوؤں کو باریک کرنا، سامنے کے دانتوں کے درمیان فصل کرنا، چہرے کے بالوں کو نوچنا، گودنا اور گدوانا وغیرہ کی ممانعت بھی درحقیقت اسی قبیل سے ہے، آپریشن بغرض تجمیل کی بعض صورتیں تغیر خلق اللہ میں داخل ہے، جو شرعاً ممنوع ہے۔ عام طور سے پلاسٹک سرجری تین مقصد کے لیے کی جاتی ہے:

(۱) تدلیس و تغییر، (۲) اضافی حسن وجمال، (۳) علاج ومعالجہ۔

چونکہ اس حوالے سے کوئی صریح نص موجود نہیں ہے، اس لیے جواز اور عدم جواز کی بنیاد اس بات پر ہے کہ یہ سرجری کس مقصد کے لیے کی جا رہی ہے، پلاسٹک سرجری کے ان مقاصد کو مد نظر رکھتے ہوئے سوالات کے جوابات مندرجہ ذیل ہیں:

پیدائشی یا حادثاتی عیب کو دور کرنے کے لیے سرجری

ایسا عیب جس کی وجہ سے انسان بدہیئت نظر آئے وہ پیدائشی ہو یا کسی حادثہ کے باعث پیدا ہو گیا اور وہ عام فطرتی قانون کے خلاف ہو تو اس عیب کو دور کرنے کے لیے آپریشن کرانا درست ہے اور یہ آپریشن علاج ومعالجہ کے قبیل سے ہو گا اور شریعت میں علاج ومعالجہ کی اجازت دی گئی ہے، چنانچہ حضرت رافع بن مالک سے روایت ہے:

عن رافع بن مالك قال: لما كان يوم بدر تجمع الناس على أبي بن خلف فأقبلت إليه فنظرت إلى قطعة من درعه قد انقطعت من تحت ابطه، قال: فطعنت بالسيف فيها طعنة ورميت بسهم يوم بدر ففقئت عيني، فبصق فيها رسول الله ﷺ ودعا لى فما آذاني منها شئى [9]

حضرت رافع بن مالک بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے بدر کے دن ابی بن خلف کا پیچھا کیا، میں بھی اس کی جانب بڑھا اس کے زرہ میں بغل کے نیچے ایک جگہ مجھے شگاف نظر آیا تو میں نے وہاں تلوار ماری، اس موقع پر ایک تیر مجھے ایسا لگا کہ میں بھینگا ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ لعاب دہن لگایا اور میرے لیے دعا فرمائی تو اس سے مجھے کوئی نقصان نہ پہنچا)۔ حضرت عبد الرحمن بن طرفہ سے روایت ہے:

عن عبد الرحمن بن طرفه أن جده عرفجه بن أسعد أصيب أنفه يوم الكلاب فى الجاهلية فاتخذ أنفا من ورق فانتن عليه فأمر النبي ﷺ أنها من ذهب "[10] (عبد الرحمن بن طرفہ سے روایت ہے کہ ان کے دادا عرفجہ کی ناک جاہلیت میں ہونے والی جنگ کلاب میں کٹ گئی تھی، انہوں نے اس کی جگہ چاندی کی ناک لگوائی جس میں بو پیدا ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سونے کی ناک لگانے کا حکم دیا)

مذکورہ دونوں روایتوں سے واضح ہے کہ ایسے تمام عیوب ونقائص کا ازالہ بھی پلاسٹک سرجری کے ذریعہ درست ہو گا جس سے کوئی بڑا نقصان نہ ہو بلکہ محض ذہنی ونفسیاتی طور پر تکلیف کا باعث بنے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ويستثنى من ذلك ما يحصل به الضرر والأذية كمن يكون لها سن زائدة أو طويلة تعيقها فى الأكل أو إصبع زائدة تؤلمها فيجوز ذلك[11] (تغییر خلق اللہ) سے وہ صورتیں مستثنیٰ ہیں جو ضرر اور تکلیف کا باعث بنے جیسے کسی عورت کے دانت لمبے یا زائد ہوں جس کی وجہ سے کھانے میں تکلیف ہوتی ہو یا زائد انگلی ہو جو تکلیف دہ اور باعث ضرر ہے تو پھر اس عیب کا ازالہ جائز ہے)۔

حسن وخوبصورتی میں اضافہ کے لیے سرجری

اگر کسی شخص کا مقصد یہ ہے کہ وہ پلاسٹک سرجری کے ذریعے اپنے موٹے ہونٹوں کو پتلا یا پتلے ہونٹوں کو موٹا کرے ناک کو چپٹا یا لمبا یا چھوٹا کروائے یا ماتھے کو بڑا یا چھوٹا کروائے کانوں کے بڑا چھوٹا کروانے گالوں کے موٹا اور پتلا کرنے کے لیے اگر کوئی اپنی واضح خوبصورتی ظاہر کرنے کے لیے پلاسٹک سرجری کروائے تو شریعت مطہرہ نے اس کے قطعاً اجازت نہیں دی۔ وہ چیزیں جو زمانہ قدیم سے عرب معاشرے میں معروف تھیں جن کو پیغمبر مہربان صلی اللہ علیہ وسلم نے ممنوع قرار دیا۔

ازالہ عیب کے لیے جسم کے کسی حصہ کا گوشت دوسری جگہ لگانے کا حکم

جسم کے عیبوں کو دور کرنے کے لیے کسی حصہ کا گوشت، چڑا یا ہڈی وغیرہ دوسرے حصے میں لگایا جاسکتا ہے، بشر طیکہ دوسری جگہ سے گوشت وغیرہ لینے میں اس اعضاء کے معطل ہونے یا غیر معمولی نقصان کا اندیشہ نہ ہو نیز اس کا کوئی متبادل بھی موجود نہ ہو، کیونکہ یہ از قبیل علاج ہے اور علاج و معالجہ کی شریعت میں گنجائش رکھی گئی ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:"ما أنزل الله من داء إلا أنزل له شفاء " [12] (اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نازل نہیں کی مگر اس کے لیے شفا کو نازل کیا)۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:"إن الله أنزل الداء والدواء وجعل لكل داء دواء فتداووا، ولا تتداووا بحرام " [13] اللہ تعالیٰ نے بیماری اور اس کا علاج دونوں نازل کیے ہیں اور ہر مرض کی دواء بنائی ہے، اس لیے ضرورت پڑنے پر علاج کراو، البتہ حرام چیزوں سے علاج نہ کراؤ)۔

پلاسٹک سرجری برائے دفع عیب

کبھی انسان میں پیدائشی طور پر یا حادثاتی طور پر کوئی ایسا عیب پیدا ہو جاتا ہے جو بد نما ہونے کے ساتھ ساتھ تکلیف دہ یا نقصان دہ بھی ہوتا ہے، یعنی انسانی جسم میں خلاف فطرت کوئی تغیر تخلیقی یا حادثاتی طور پر پیدا ہو جاتا ہے، اس عیب یا تغیر کو بھی پلاسٹک سرجری کے ذریعے دور کیا جاسکتا ہے، ایسی سرجری کو Reconstructive Surgery کہا جاتا ہے، اس کا مقصد جسم میں موجود کسی عیب کو دور کرنا اور اس کے نقصان سے متعلقہ شخص کو بچانا ہے، اس طرح کی سرجری کی ضرورت شدیدہ پر اجازت دی جانی چاہئے، کیونکہ احادیث میں اس کی اجازت موجود ہے۔

عرفجہ بن اسعد سے روایت ہے: کہتے ہیں کہ میری ناک جاہلیت میں ہوئی جنگ کلاب میں کٹ گئی، میں نے چاندی کی ناک بنوا کر لگالی مگر اس سے بدبو نکلنے پر رسول اکرم ﷺ نے مجھے سونے کی ناک لگانے کا حکم دیا:عن عرفجة بن أسعد، قال: "أصيب أنفي يوم الكلاب في الجاهلية، فاتخذت أنفاً من ورق فأنتن علي، فأمرني رسول الله أن أتخذ أنفاً من ذهب [14]

ان روایتوں سے واضح ہوتا ہے کہ شریعت نے علاج سے روکا نہیں بلکہ علاج کا حکم دیا ہے، ایسے عیوب یا بیماری جن سے انسان کو تکلیف ہوتی ہو چاہے وہ تکلیف بدنی ہو یا ذہنی، ان کو دور کرنا عند الشرع لازمی ہے، کیونکہ اللہ نے بیماری کے ساتھ ساتھ شفاء کو پیدا فرمایا ہے۔

تخلیقی عیب کی پلاسٹک سرجری

ایسا عیب جس کی وجہ سے انسان بد نما نظر آتا ہو، اس کی ایک صورت یہ ہے کہ کسی حادثے کی وجہ سے کسی قسم کا نقص پیدا ہو جائے موٹے ناک کو چھوٹا اور چھوٹے کو موٹا اور گالوں کو بڑا اور پتلا کانوں کو اونچا اور نیچا کروانے کے لیے ہر قسم کی پلاسٹک سرجری کی ممانعت ہے۔ یہ ایسے عیب ہیں جو خصوصاً لڑکیوں میں پائے جائیں تو ان کے لئے شادی بیاہ کے سلسلہ میں آڑ بن جاتے ہیں اور ایسے عیب گرچہ کہ نقصان دہ نہیں ہیں لیکن وہ نفسیاتی طور پر الجھن کا باعث بن جاتے ہیں، ایسے عیب والوں کو لوگوں میں اٹھنے بیٹھنے میں تکدر و تقذر ہوتا ہے۔ لہذا عرفجہ اور قتادہ کے واقعہ میں رسول اکرم ﷺ نے ظاہری حادثاتی طور پر پیدا ہوئے عیب کو دور کرنے کا حکم دیا جب کہ اس کا نقصان تو شدید نہیں تھا لیکن بد نمائی یا ظاہر تھی۔ اس سے مستفاد کرتے ہوئے فی زمانہ ایسے عیوب کی (جو تخلیقی یا حادثاتی طور پر انسان میں پیدا ہو جائے) پلاسٹک سرجری جائز ہے۔ عند الضرورت اس حکم سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

حادثاتی عیب کی پلاسٹک سرجری

اس سلسلہ کا بھی وہی حکم ہے کہ اس کی اجازت موجود ہے، کیونکہ عرفجہ کی ناک اور قتادہ کی آنکھ دونوں حادثاتی طور پر ہی ضائع ہوئی تھیں، ان کے علاج کا حکم رسول اللہ ﷺ نے مرحمت فرمایا، انسان کو اللہ تعالیٰ نے بہترین تخلیق قرار دی، متناسب الاعضاء جسم عطا کیا اب اس میں کوئی کمی بیشی حادثاتی طور پر پیدا ہو جاتی ہے تو اس کے لئے علاج کا حکم موجود ہے، بلکہ ایسے وقت میں علاج واجب ہو جاتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں کو علاج کرانے کا حکم دیا جب کہ اس بیماری یا اس علت کا علاج موجود ہو، چنانچہ حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ماأنزل الله داء إلا وقد أنزل له شفاء" [15]

لہذا حادثاتی طور پر پیدا شدہ عیب کی پلاسٹک سرجری بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔

فطری عیب کی پلاسٹک سرجری

اس سلسلہ میں دو مسئلے ہیں: ایک فطری عجیب عمر کے لحاظ سے خود بخود پیدا ہو جاتا ہے، جیسا کہ بڑھاپے میں چہرے کی جھریوں کا پیدا ہو جانا اور دوسرا مسئلہ تخلیقی یا پیدائشی طور پر کسی کی ناک کھڑی نہ ہونا یا موٹی ہونا یا ہونٹ پتلے یا موٹے ہونا وغیرہ۔

پہلا عیب تو خالصتاً فطری ہے جس میں کوئی نقصان نہیں اور نہ ہی یہ بدہیئتی میں شمار ہے، اس لئے ایسے فطری عیب کی پلاسٹک سرجری کی اجازت نہیں ہوگی۔ دوسرا عیب پیدائشی طور پر ناک کھڑی نہ ہونا یا موٹی ہونا یا ہونٹ پتلے یا موٹے وغیرہ ہوں، اس میں بھی کوئی نقصان نہیں، ہاں البتہ بعض اوقات یہ عیب کچھ مشکلات پیدا کرتا ہے بالخصوص لڑکیوں کے لئے ان کی شادی بیاہ کے مسئلہ میں، لہذا اگر ایسی کوئی صورتحال پیدا ہو گئی ہے تو ایسے وقت پر پلاسٹک سرجری کی اجازت ہوگی ورنہ عام حالات میں اس کی اجازت نہیں ہوگی، یعنی شدید ضرورت کے موقع پر اس کی اجازت ہے ورنہ نہیں۔

CC BY

تزئین کی مختلف صورتیں

تزئین کے لئے جو وسائل استعمال کئے جاتے ہیں، وہ بنیادی طور پر دو طرح کے ہیں: ایک خارجی ذرائع، جن کا براہ راست جسم انسانی سے تعلق نہیں، دوسرے وہ ذرائع، جو انسانی جسم سے متعلق ہیں۔ خارجی ذرائع دو ہیں:

(الف) ملبوسات (ب) زیورات۔ جو ذرائع براہ راست جسم سے متعلق ہیں، وہ بھی دو طرح کے ہیں: (الف) عارضی۔ (ب) مستقل۔

عارضی ذرائع

عارضی ذرائع کی درج ذیل صورتیں اس وقت مروج ہیں:

(۱) بال کے ساتھ انسانی بال، حیوانی بال، یا مصنوعی بال کا استعمال۔ (۲) بال میں سیاہ یا کسی اور رنگ کا خضاب۔

(۳) چہرے پر کریم یا پاؤڈر کا استعمال۔ (۴) آنکھوں میں کاجل یا سرمہ۔ (۵) رخسار پر مصنوعی تل۔ (۶) ہونٹوں پر لپ اسٹک

(۷) دانتوں میں مسّی۔ (۸) پیشانی یا چہرہ یا ہاتھوں یا پنڈلیوں سے بالوں اور رونگٹوں کو صاف کرانا۔ (۹) ہاتھوں پاؤں کے ناخنوں پر پالش۔ (۱۰) ہاتھوں پاؤں میں مہندی کا استعمال۔ (۱۱) بالوں کو خاص ڈیزائن دینے کے لئے کاٹنا، یا گھونگھریال بنانا۔ (۱۲) بھنوؤں کا بال کاٹ کر یا اکھاڑ کر باریک کرنا۔

مستقل صورتیں

تزئین کی مستقل صورتیں بعض عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں، بعض مردوں اور عورتوں کے درمیان مشترک، بعض کے لئے دوا یا غذا کا استعمال کافی ہے اور بعض کے لئے آپریشن کی ضرورت پیش آتی ہے، فی الجملہ اس کی حسب ذیل صورتیں ہیں:

ا۔ سروں پر بال نہ ہوں، اس لئے آپریشن کے ذریعہ سر پر بال کی کھیتی کی جائے۔ ۲۔ آنکھیں ترچھی ہوں، انھیں آپریشن کے ذریعہ درست کر دیا جائے۔ ۳ - ناکیں پھیلی ہوئی ہوں، انھیں آپریشن کے ذریعہ تیلی اور نوکدار بنایا جائے، یا زیادہ اونچی ہوں تو انھیں معتدل کیا جائے۔

بنیادی شرعی اصول و قواعد

تزئین و آرائش کے سلسلہ میں شریعت کے عمومی اُصول جو کتاب اللہ سنت رسول اور کتاب و سنت سے ماخوذ فقہی قواعد اور فقہاء کے اجتہادات سے مستنبط ہوتے ہیں، وہ اس طرح ہیں:

ا - شریعت میں علاج نہ صرف جائز ہے؛ بلکہ ضرورت کے اعتبار سے کبھی مستحب اور کبھی واجب بھی ہو جاتا ہے؛ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے علاج کرنے کا حکم فرمایا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علاج کراؤ؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لئے دوا پیدا کی ہے،" فان الله لم يضع داء إلا وضع له دواء غير داء واحد الهرم "[16]

آپ نے مختلف طریقہ علاج کی بھی نشاندہی کی ہے، جیسے داغنا، پچھنا لگانا، جو علاج ہی کی ایک صورت ہے اور غسل کرنا وغیرہ، علاج جسم کے اندرونی حصہ کا بھی ہوتا ہے اور جسم کے ظاہری حصہ کا بھی، علاج کا مقصد تکلیف کو دور کرنا ہے، تکلیف جسمانی بھی ہوتی ہے، جیسے بخار، درد، جلن وغیر، اور تکلیف نفسیاتی بھی ہوتی ہے، یعنی شرمندگی، احساس کمتری، یہ تکلیف بھی جسمانی تکلیف سے کم درجہ کی نہیں ہوتی؟ کیوں کہ اس کی وجہ سے انسان لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنے کی ہمت نہیں پاتا کبھی کبھی تو ان احساسات کی وجہ سے انسان کا دماغی توازن متاثر ہو جاتا ہے یا دہ دل کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

احادیث کو پڑھنے سے واضح ہوتا ہے کہ اس نفسیاتی تکلیف کو بھی معتبر مانا گیا ہے؛ چنانچہ حدیث میں بنی اسرائیل کے واقعہ کا ذکر موجود ہے، جس میں ایک اندھے، ایک گنجے اور ایک مبروص کے فرشتہ کی طرف سے امتحان اور پھر اس کی شفایابی کا ذکر ہے، ان میں سے گنجے اور مبروں کو کوئی جسمانی تکلیف نہیں ہوتی، وہ صرف نفسیاتی تکلیف اور احساس کمتری میں مبتلا ہوتا ہے، اسی طرح نابینا بھی گو بعض مشکلات سے دوچار ہوتا ہے، لیکن کسی ایسی جسمانی تکلیف سے دوچار نہیں ہوتا، جو اسے بے چین رکھے اور تڑپائے؛ اس کی تکلیف بھی زیادہ تر نفسیاتی جہت سے ہی ہوتی ہے، اس طرح شریعت کی جانب سے جسمانی عیب کو وزن دینا تو ضرور ہی ثابت ہوتا ہے۔

اسی کی ایک مثال حضرت عرفجہ کی پہلے چاندی پھر سونے کی ناک بنوانا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اس کی اجازت دینا ہے:

”عن عرفجة بن أسعد قال أصيب أنفى يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذت أنفا من ورق فانتن على فأمرني رسول الله صلى الله عليه وسلم أن اتخذ أنفاً من ذهب “[17]

(حضرت عرفجہ سے مروی ہے کہ زمانہ جاہلیت کی لڑائی میں میری ناک کٹ گئی میں نے چاندی کی ناک بنوا کر لگوائی اور اس میں بدبو پیدا ہوگئی تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سونے کی ناک لگوانے کی اجازت عطا فرمائی)۔

بلکہ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جسمانی عیب کو دور کرنے کے لئے اگر کوئی حلال کافی نہ ہو تو حرام چیز کا بھی استعمال کیا جا سکتا ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں کے لئے سونے کو حرام قرار دیا ہے اور سوائے انگوٹھی کے ان کے لئے چاندی بھی حلال نہیں لیکن ناک کو درست کرنے کے لئے آپ نے چاندی اور سونے کی مصنوعی ناک کی اجازت مرحمت فرمائی۔ حاصل یہ ہے کہ ایسا جسمانی عیب جو بدنمائی اور احساس کمتری پیدا کرتا ہے، بیماری میں شامل ہے اور اس کا تدارک علاج کے دائرہ میں آتا ہے۔

ممنوع تغیرات

کچھ تبدیلیاں ایسی بھی ہیں جن کو" فليغيرن خلق الله "کے تحت رکھ کر شریعت میں منع کر دیا گیا ہے اور ان تغیرات کے اختیار کرنے والوں پر لعنت کی گئی ہے، اس کے متعلق تین محض تغییر نہ ہو تو اس کی گنجائش ہو سکتی ہے، ورنہ اصل یہی ہے کہ تغییر ناجائز ہو گی۔ تو گویا نہی کی علت تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کا پایا جانا ہے:

(۱) تدلیس (۲) تشبہ بالجنس الآخر (۳) بلا فائدہ تبدیلی

اس تیسری علت میں محض خوبصورتی حاصل کرنے اور خوشنمائی حاصل کرنے کے لئے جسم میں کوئی پائیدار یا مستقل تبدیلی کرنا بھی ہے۔ پہلی علت تدلیس و تزویر کی طرف اشارہ مندرجہ ذیل فقہی عبارت سے ملتا ہے:

۱۔"ووصل الشعر بشعر الآدمي حرام سواء كان شعرها أو شعر غيرها (قوله سواء كان شعرها أو شعر غيرها) لما فيه من التزوير "[18]

۲۔"إن المحرم إنما هو وصل الشعر بالشعر لما فيه من التدليس"[19]

۳۔"قلت وإطلاقه مقيد بإذن الزوج وإلا متى خلا عن ذلك منع للتدليس "[20]

۴۔"واختلف في المعنى الذى نهى لأجلها فقيل: لأنها من باب التدليس "[21]

دوسری علت کی طرف تشبیہ والی حدیث سے صاف طور سے اشارہ ملتا ہے، نیز شامی میں ہے:

"وفى التاتارخانية عن المضمرات ولابأس بأخذ الحاجبين وشعروجهه مالم يشبه المخنث [22]

اور تیسری علت کی طرف وشم والی حدیث کے آخر میں اشارہ کر دیا گیا ہے،"المغيرات لخلق الله"۔

نیز مندرجہ ذیل عبارات میں بھی اس علت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

۱۔واختلف في المعنى الذي نهى لأجلها إلى أن قال وقيل من باب تغيير خلق الله كما قال ابن مسعود ، وهو أصح[23]

۲۔وقيدوه بالمنفعة وإلا فحرام (قوله وقيدوه) أى جواز خصاءالبهائم بالمنفعة [24]"وجوزه بعضهم فى البهائم لأن فيه غرضا ظاهرا "[25]

یہ سب تفصیلات تو اس صورت میں ہیں جب اس طرح کی تبدیلیوں اور تغیرات جان بچانے یا سخت تکلیف دور کرنے کے لئے ہو تو یہ جائز علاج کے تحت آئے گا جسکی اجازت احادیث میں صراحت سے دی گئی ہے مثلاً دیکھئے یہ حدیث..."يا عباد الله تداووا، فان الله لم يضع داء إلا وضع له شفاء"(اے اللہ کے بندو! تم علاج کیا کرو، اس لئے کہ اللہ نے جو بیماری بھی پیدا کی ہے اس کا علاج بھی پیدا کیا ہے)۔ علاج و معالجہ کے مقصد سے جراحت و آپریشن کا جواز مندرجہ ذیل فقہی عبارات سے بھی ظاہر ہو رہا ہے:

"لابأس بقطع العضو إن وقعت فيه الأكلة لئلا تسرى كذا في السراجية، لاباس بقطع اليد من الآكلة وشق البطن لما فيه كذا في الملتقط (إلى) ولا بأس بشق المثانة إذا كانت فيها حصاة"[26]

(اگر عضو میں سڑن پیدا ہو گئی ہو تو اس کو کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے تاکہ سڑن آگے نہ بڑھے، سراجیہ میں اسی طرح ہے، سرن کیوجہ سے ہاتھ کاٹنے میں نیز پیٹ میں موجود چیز کیوجہ سے پیٹ چاک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (آگے ہے) مثانہ چاک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر اس میں پتھری ہو)۔ اسی لئے علامہ ابن نجیم نے الاشباہ والنظائر میں فرمایا:

"الضرورات تبيح المحظورات، ومن ثم جاز أكل الميتة عند المخمصة، وإساغة اللقمة بالخمر والتلفظ بكلمة الكفر عند الإكراه الخ "[27]

(ضروریات (شرعیہ) ممنوعہ چیزوں کو مباح کر دیتی ہیں، اسی سبب سے اضطرار کے وقت مردار کھانا لقمہ کو شراب سے اتارنا اور اکراہ کے سبب کلمہ کو ادا کرنا جائز ہوا ہے)۔

اور علامہ حموی تعلیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وكذا التداوى، قال التمر تاشى فى شرح الجامع الصغير نقلا عن التهذيب: يجوز للعليل أكل الميتة وشرب الدم والبول إذا أخبره طبيب مسلم إن شفاءه فيه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه [28]

(اسی طرح علاج و معالجہ کے لئے بھی جائز ہے، علامہ تمر تاشی نے جامع صغیر کی شرح میں التہذیب سے نقل کر کے لکھا ہے: اس صورت میں بیمار کے لئے مردار کھانا، نیز خون اور پیشاب پینا جائز ہے جب کسی مسلمان طبیب نے اسے بتایا ہو کہ اس کی شفایابی اسی میں ہے اور مباح میں سے کوئی ایسی چیز نہ پائے جو اس کی جگہ لے سکے)۔

علامہ ابن نجیم دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت أو خاصة، ولهذا جوزت الإجارة على خلاف القياس للحاجة ومن ذلك جواز السلم، ومنها جواز الاستصناع للحاجة "[29]

(حاجت خواہ عام ہو یا خاص ضرورت کے مرتبہ میں ہو جاتی ہے، اسی لئے حاجت کیوجہ سے خلاف قیاس اجارہ کی اجازت ہے، اسی میں سے سلم کا جواز ہے، اور اس میں سے حاجت کے سبب آرڈر دیگر سامان بنوانے کا جواز ہے)۔

انسانی ضروریات کے مراتب اور ضرورت وحاجات کی تعریف

اوپر بار بار ضرورت و حاجت کا ذکر آیا ہے، اس وجہ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کی تعریف اور مراتب کا ذکر کر دیا جائے، علامہ حموی اشتباہ کی شرح میں فرماتے ہیں:

"ههنا خمسة مراتب:۱- ضرورة،۲- حاجة،۳۔ ومنفعة،۴۔ وزينة، ۵- وفضول"

فالضرورة بلوغه حدا إن لم يتناول الممنوع هلك أو قارب وهذايبيح تناول الحرام.والحاجة كالجائع لولم يجد ما ياكله لم يهلك غير أنه يكون فى جهد ومشقة، وهذا لا يبيح الحرام ويبيح الصوم في الفطر. والمنفعة كالذي يشتهى خبز البر ولحم الغنم والطعام الدسم والزينة كالمشتهى بحلوى، والسكر.والفضول: التوسع بأكل الحرام والشبهة[30]

یہاں پانچ مراتب ہیں:(۱)ضرورت(۲)حاجت(۳)منفعت(۴)زینت(۵) فضول۔

توضرورت انسان کے اس حدتک پہونچ جانے کو کہتے ہیں کہ اگر وہ ممنوع کو نہیں کھائے گا تو ہلاک ہو جائے گا یا ہلاکت کے قریب پہونچ جائے گا، یہ مرتبہ حرام کے استعمال کو مباح کر دیتا ہے۔اور حاجت(کی مثال) جیسے وہ بھوکا جس کو کھانے کو نہ ملے تو ہلاک نہیں ہوگا البتہ وہ جہد ومشقت میں پڑ جائے گا یہ مرتبہ حرام کو مباح نہیں کرتا(اوپر گزر چکا ہے کہ بعض اوقات حاجت ضرورت کے مرتبہ میں ہو جاتی ہے)۔اور روزہ توڑنے کو مباح کر دیتا ہے،اور منفعت کی مثال وہ شخص ہے جس کو گیہوں کی روٹی بکری کا گوشت اور مرغن غذا کی خواہش ہو،اور زینت کی مثال مٹھائی اور دیگر میٹھی اشیاء کی خواہش رکھنے والا ہے اور مکروہ حرام اور مشتبہ اشیاء کے کھانے میں توسع اختیار کرنا ہے)۔

خلاصہ کلام

۱ -اگر سرجری کروانے کا مقصد انسانی جان کی حفاظت یا غیر معمولی اذیت وتکلیف دور کرنا ہو تو ایسی صورت میں پلاسٹک سرجری کی اجازت ہو سکتی ہے۔

۲ -اگر کسی ایسے عیب کو دور کرنے کی وجہ سے سرجری کرائی جائے جس سے جسمانی اذیت تو نہ ہو مگر اس عیب کی وجہ سے معنوی اذیت موجود ہو تو ایسی صورت میں بھی اس کی گنجائش ہو سکتی ہے جس طرح حدیث عرفجہ سے معلوم ہو رہا ہے۔

۳-سرجری کا مقصد حسن وجمال میں اضافہ نہ ہو بلکہ غیر معمولی عیب کو دور کرنا ہو جس سے ظاہری یا معنوی اذیت کا پہلو موجود ہو تو ایسی صورت میں بھی اس کی اجازت ہو سکتی ہے۔ البتہ عارضی زیب وزینت اختیار کرنا جیسا کہ سرمہ لگانا،اپنے خاوند کیلئے عورت کا زیب وزینت اختیار کرنا وغیرہ اس بحث سے خارج ہیں۔

مصادر و مراجع

---

1 محمد رواس قلعجی، معجم لغة الفقهاء، دار النفائس للطباعة والنشر والتوزيع،۱۴۰۸ھ، ص ۱۶۲

2 حوالہ سابق(۱۲۲)

3 احکام الجراحۃ الطبیعہ ص:۱۸۳

4 http//en.wikipedia.org/wiki/plastic_surgery

5 سورۃ تین:۵

6 سورہ مومن:۶۴

7 سورہ اعراف:۳۱

8 سورہ اعراف:۳۲

9 الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل، (المتوفی:۷۷۴ھ)، السیرۃ النبویۃ، دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۵ھ، ۲ء۷ ۴۴

10 الشیبانی، أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل (المتوفی:۲۴۱ھ)، مسند احمد، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۲۱ھ ۸۲۳۵،

11 عسقلانی، احمد بن علی بن حجر، فتح الباری، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۳۷۹ھ، ۱۱/ ۵۷۵

12 صحیح بخاری:۵۵۵۰

13 ابو داؤد سلیمان بن اشعث، (المتوفی:۲۷۵ھ)، السنن، المکتبۃ العصریۃ، صیدا، بیروت، رقم الحدیث ۳۸۷۰

14 الترمذی، محمد بن عیسی، (المتوفی:۲۷۹ھ)، السنن، شرکۃ مکتبہ مصر، رقم حدیث:۱۷۷

15 مسند الامام احمد بن حنبل، رقم حدیث:۳۵۷۲

16 سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب الرجل یتداوی، حدیث نمبر:۳۸۵۵

17 ترمذی:ار۳۰۷، کتاب اللباس، باب ماجاء فی شد الاسنان بالذہب، حدیث نمبر:۱۷۷۰

18 شامی، محمد امین بن عمر، (المتوفی:۱۲۵۲ھ)، رد المحتار علی الدر المختار، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۲ھ ۵/ ۲۶۲

19 ابن قدامہ، ابو محمد موفق الدین عبد اللہ بن احمد (المتوفی:۶۲۰ھ)، المغنی، مکتبۃ القاہرۃ، ۱/ ۷۷

20 ابن حجر، عسقلانی، فتح الباری ۱/ ۳۷۸

21 قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد، (المتوفی: ۶۷۱ھ-)، الجامع لأحکام القرآن للقرطبی، دار الکتب المصریۃ، القاھرۃ ۵/ ۳۹۳

22 شامی، ردالمحتار، ۵/ ۲۲۴

23 الجامع لاحکام القرآن ۳۹۳/ ۵

24 شامی، ردالمحتار، ۵، ۲۷۵

25 بغوی، ابو محمد الحسین بن مسعود، (المتوفی: ۵۱۰ھ)، تفسیر معالم التنزیل للبغوی، دار إحیاء التراث العربی، بیروت ۲/ ۱۵۹-۱۲۰

26 ہندیہ، لجنۃ علماء برئاسۃ نظام الدین البلخی، دار الفکر، ۱۳۱۰ھ، ۵/ ۳۶۰

27 ابن نجیم، زین الدین بن ابراهیم، (المتوفی: ۹۷۰ھ)، الاشباہ والنظائر، تحت القاعدۃ الخامسۃ الضرر یزال، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱/ ۱۰۷

28 ایضاحاشیہ

29 الاشباہ والنظائر لابن نجیم ۱/ ۱۱۴

30 حاشیہ اشباہ القاعدۃ الخامسۃ: الضرر یزال ۱/ ۱۰۷

CC BY